التماس مولف

اسے ناظرین والاتمکین حضرت ملا دوپیازہ اور راجہ بیربل کے
نام سے تو آپ پہلے ہی واقف ہونگے کہ یہہ دونون شخص
مشہور و معروف رکن اکبری گزرے ہین۔ مگر آجتک آپکی
نظر سے کوئی ایسی تاریخ نہین گزری ہوگی کہ جس سے ان
دونون عالم فاضل شخصونکے سوانح عمری کا پورا پورا فوٹو آپکے
سامنے کہیچا گیا ہو اور اگر بعض چہوٹے موٹے رسالے کے اندر
کچہہ لکھا بہی گیا ہے تو صرف شنیدہ ہے کسی معتبر تاریخ سے
نہین لکھا گیا ہے۔ چونکہ ایک زمانہ ان دونون صاحبونکے حالات
انکے سُننے کا مشتاق نظر آتا تہا۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ
جو کچہہ انگریزی تاریخ والون نے لکہا ہے اور جسکی صداقت
بعض اُردو تواریخون سے بہی پائی گئی اُن سبکو حاطۂ تحریر

ین لاکر ناظرین کے سامنے پیش کیا جائے۔ پس امید ہے
کہ ناظرین اس چھوٹی سی تاریخ کو دیکھکر محظوظ ہونگے اور مولف کو
دعاے خیر سے یاد کرینگے؀

آغازِ سوانح عمری راجہ بیربر

اس مشہور و معروف راجہ کا مقام پیدائش اور نیز رسائی دربار
اکبر تک اردو اور انگریزی تواریخوں کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے
چنانچہ روایت اول فارسی تاریخ والی کی یہہ ہے کہ۔
راجہ بیربل شہر تہری ملک بندیلکھنڈ مین شٹ ت برہمن کے
ہان جو سنار برہمن تہا پیدا ہوئے۔ اور جب پانچ برس کے
ہوے تب انکے باپ نے انکو پاٹ سالہ (یعنی مکتب) مین
بٹھایا۔ انکا حافظہ اور ذہن خداداد تھا جسکی وجہ سے دس
برس کی عمر مین وہ علمی لیاقت پیدا کی کہ شہر تہری مین انکو کوئی

نہ پڑھ سکا۔ بعد چند روز انہون نے راجپوت کے لڑکون کے
ساتھہ (جیساکہ اُنمین قاعدہ تھا) فن سپاہ گری حاصل کیا۔
عرصہ ڈیڑھ سال مین وہ کمال حاصل کیا کہ اُس شہر کے
تیرانداز اور نیزہ بازونپر سبقت لے گئے۔ جب اِس
فنِ سپاہ گری سے فراغت ملی تو انہون نے باپ سے کہا کہ
ہمکو خیرات کا مال کہانا پسند نہین مجکو اجازت دیجے تا کہ کہین
جاکر فوج مین نوکری کرُون۔ چونکہ یہہ اپنے باپ کے اکلوتے
اور لاڈلے تھے باپکو مفارقت کب گوارا تھی جواب دیا کہ بیٹا
فنِ سپاہ گری قوم راجپوت کے لئے ہے نہ برہمن کے لئے۔
برہمن کے لئے علم کا پڑہنا پڑہانا اور عبادت کرنا بتایا ہے۔
اِسپر بیربل نے باپ سے کہا کہ یہہ بات سننے مین آتی ہے کہ کاشی
بڑے بڑے عالم پنڈت ہین اگر آپ اجازت دین تو وہان
جاکر ودیا حاصل کرون۔ اول تو باپنے بہت ٹالا لیکن

جب بیربل بضد ہوا اور نہ مانا تو اُسکے والدین ماتا کے
سبب سے اُسکو ساتھ لیکر کاشی (الہ آباد) مین آئے۔ یہان
آکر یہہ ہونہار لڑکا پھر تحصیل علم مین مشغول ہو گیا۔ اسکی
حافظہ کی یہ کیفیت تہی کہ اپنا سبق یاد کرنے کے علاوہ اور
دو یا رہتون کا بہی سبق یاد کر لیتا تہا۔ اُس لڑکے کی اِس
ترقیِ ذہانت سے اُستاد نہایت خوش تھا۔ غرضکہ تین
سال کے عرصہ مین یہہ لڑکا علم شاستر۔ جوتش۔ ویدک۔
ریاضی۔ وغیرہ سے فارغ ہو کر دیگر علوم کیطرف مائل ہوا۔
اور ساڑہے تین سال کے عرصہ مین اُنسے بہی واقفیت حاصل
کرلی۔ قضاءکار اسیوقت مین اِنکے والد نے بہی قضا کی۔
اِس حادثہ سے اِنکو نہایت سخت رنج ہوا۔ اور بعد اپنے باپ کے
مرنے کے صِرف چھہ مہینے اور درس تدریس کر کے گہری مین
واپس آئے۔ اور یہان سے والدہ کی قدمبوسی حاصل کر کے بعد چند روز

پھر کر اکبرآباد پہونچے یہاں پہونچکر تھوڑا علم فارسی اور عربی سیکھا
اس اثنا مین جبکہ یہہ عربی اور فارسی سیکھہ رہے تھے علیل ہو گئے
جبکہ انکو چھوٹے موٹے حکیموں سے آرام نہوا تو انکو ایک بالکا
سلطانی جو قوم سے ہندو اور انکا معتقد تھا حکیم نبیا کے
پاس لے گیا اور انکی تعریف کرکر کہا کہ یہہ قوم کے برہمن اور
اپنے علم کے عالم ہین اور نیز عربی فارسی سے بھی ماہر ہین۔
علاوہ ازین فن سپہ گری سے بھی کمال واقفیت رکھتے ہین
انکی وجاہت دیکھکر حکیم صاحب نے بڑی مہربانی سے پیش آئے
اور تسلی دیکر کہا کہ تم اچھے ہو جاؤگے یہہ بخار تمکو صرف ضعف
دماغ کے سبب سے ہے چونکہ تم نے محنت بہت کی ہے اس لیئے
دماغ ضعیف ہو گیا ہے یہہ کہکر ایک دوا ایسی مجرب
صندوقچہ سے نکال کر دی کہ تین چار روز کے استعمال سے
انکو صحت کامل ہو گئی۔ بعد صحت ہونے کے یہہ اکثر حکیم صاحب

کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ چونکہ یہہ عالم ذہین خوبرد
حاضر جواب اور نیز بندیل کھنڈ کی پیدائش جنکے طبیعتو نمبن
ظرافت خداداد ہوتی ہے صاحب تمیز تھے۔ حکیم صاحب بہت
خوش ہوئے اور اُنکو ایکروز راجہ ٹوڈرمل کی خدمت مین
لے گئے اور اُنکے اوصاف واطوار کی تعریف کی راجہ صاحب
جو اُنکی طرف مخاطب ہوئے تو بیربل نے ایسے ادب اور
لطافت سے جواب دیئے کہ ٹوڈرمل کی طبیعت نہایت خوش
ہوئی اور ہم خرما اور ہم ثواب سمجھکر اُنکو اپنی ہمنشینی مین جگہہ دے
اب تو ان کی شہرت ہوئی اور شدہ شدہ یہہ خبر اکبر بادشاہ کے
پاس پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل کی مصاحبت مین ایک لڑکا عمر
اُنیس یا بیس سال ہے جو جملہ علوم وفنون مین مہارت کامل رکھتا ہے
او رستم کا بنا ہوا ہے بڑا حاضر جواب اور نہایت خوبصورت ہے
یہہ بات سنکر بادشاہ نے راجہ ٹوڈرمل کو اُنکے پیش کرنیکے لیے

اشارہ کیا۔ دوسرے روز بموجب ارشاد بادشاہ راجہ ٹوڈرمل
بیربل کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ چونکہ یہ لڑکا نہایت ہوشیار تھا
سنی سنا کر پہلے ہی سے آداب جو بادشاہوں کے روبرو کام آتے
ہین یاد کر رکھے تھے۔ جب بادشاہ کے روبرو پہونچے تو انکو
نہایت سلیقہ کے ساتھ بجا لائے بادشاہ نے جب اُسکی
لیاقت کو دیکھا تو پھڑک اُٹھا پھر اپنے آپ سے انکا حال
استفسار کیا۔ انہون نے ایسے سحر آمیز جواب دیئے کہ بادشاہ
نہایت ہوئے اور بہت کچھہ مرحمت خسروانہ فرما کر اپنی
مصاحبت مین جگہہ دی۔ اب تو جون جون ان کو دن
گزرتے گئے وون وون انکا اعزاز و اعتبار بڑھتا چلا گیا
یہانتک کہ بعض امور مملکت مین مشورہ دینے لگے۔ جبتک
اِس رتبہ کو پہونچ گئے تو اِنہون نے بادشاہ سے راجہ
نہر ہی کے لئے (جو اِنکا جہان اور وطن کا مالک تھا)

سفارش کرکے مہندری کا خطاب اور دل بادل کا خیمہ عطا کرایا (اسوقت مین یہہ منصب مہاراجہ صاحب پنیا کو ہے) دوسرے یہ کہ ایک برہمن مہیش ٹہاکر نام جو ملک ترہت مین نہایت عالم وفاضل تھے اُنکی سفارش کرکے دربار سلطانی سے اُنکو خطاب مہاراجہ اور سند معافی مقام ازپوسن تا گہوس عنایت کروائے جنکی اولاد مین راجہ مہیشر سنگہہ صاحب بہادر والی دربہنگہ ہین۔ ایسی کیفیتین دیکہہ کر بعضے امرا کو رشک ہوا اور بادشاہ سے بہت کچہہ شکایتین کین۔ لیکن اُنکی نیک چلنی اور لیاقت بادشاہ کے دلکو ہاتہہ مین لیچکی تہی کسیکی کچہہ پیش نگئی۔ بعض نے عرض کیا کہ یہہ اسکی حیرت زبانی قومی ہے بہاٹ بیٹا ہے بعض نے کہا بقال کا فرزند ہے مگر بادشاہ کے روبرو یہہ باتین بالکل لغو تہین اُن باتونکا ہرگز بہی خیال نہین آتا تہا ٭

روایت دوم

کتب انگریزی سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ یہہ مشہور راجہ جسکی شہرت اکبر کے نام کے ساتھہ ہے سنہ ۱۵۶۰ع مین بنارس مین پیدا ہوا - یہہ اصل مین بھاٹ تہا - بھاٹ کو کیا خبر تھی کہ یہہ بچہ ایک دن شہنشاہ کا مصاحب بنیگا - اور دربار شہنشاہی مین یہانتک دخل ملے گا اور ایسی شہرت ہوگی کہ جبتک اکبر کا نام دنیا مین روشن رہے گا بیربل کا نام بہی فراموش نہوگا

جب بیربل پیدا ہوا تو اُسکے باپ نے اپنے دوستونکو بلوایا اونکی خوب دعوت کی - اِس زمانہ مین یہہ دستور تھا کہ اگر غریبکے ہان بہی بچہ پیدا ہوتا تہا اُسکا زائچۂ طالع بھی برہمن کھینچا کرتا تہا بیربل کا زائچہ تیار کیا گیا - اِس نے بڑی دیر تک خیال کرکے یہ بتایا کہ تمہارا بیٹا بڑا نصیبہ والا ہوگا - اور ایک عظیم الشان حکومت پر مقرر کیا جائے گا - یہہ سُنکر

سب بھاٹ یہ خیال کرنے لگے کہ شاید بیربل کے باپکے خوش کرنے کے لیئے یہ کہدیا ہے کہجا بھاٹ کا بیٹا اور کہجا حکومت - ابھی بچہ ہی تہا کہ اسکی ماں کا انتقال ہوگیا- یہ مصیبت بیربل کے باپ پر بہت بڑی پڑی اِس نے بڑی محبت سے اِسے پرورش کرنا شروع کیا- دن بدن یہہ بچہ پروان چڑھتا گیا- جب اسکی سات برسکی عمر ہوئی تو اسکی باپ نے تمام وہ تعریفی اشعار کہ جو امیروں کے آگے پڑھا کرتے ہیں یاد کرادیئے- بیربل کا حافظہ بہت اچھا تہا جو بات باپ یاد کراتا تہا اُسے وہ فوراً ہی یاد کرلیا کرتا تہا- آٹھ برسکی عمر بہی نہوئی تہی کہ باپ کا پورا سبق حفظ کرلیا-

باپ اپنے چاہیتے بیٹے بیربل سے بہت خوش تہا- جب امیر کے پاس لے جاتا وہ اُسے خوب انعام دیتا- بیربل بے تکلف تعریفی اشعار اِس بیباکی اور دلیری سے خوش لہجہ میں پڑہکر

سنانا تہا کہ امیر حیران رہ جاتے تھے۔ دو تین ہی برس میں برس میں بیربل نے اپنے باپ کو دولتمند بنایا۔ بیربل کے باپ کو ہوائے دولت لگی وہ بنارس سے اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر لکھنو آیا۔ یہان بہی خوب ٹکے گہرے ہوسے چھنا چھن روپیے پڑنے لگے باپ کے اشعار پڑھتے پڑھتے یہانتک طبیعت کو روانی ہوئی کہ ٹوٹے پہوٹے ہندیکے شعر خود بہی موزون کرنے لگا یہانتک کہ بڑی عمر مین خاصا شاعر بنگیا۔ بیربل کو یہ سخت برا معلوم ہوتا تہا کہ مین دربدر باپ کے ساتھ بہیک مانگتا پھرون گو پیدا ہوتی ہے اسے بہیک کی عادت ڈالی گئی تہی لیکن بیربل کی فطرت اسے مجبور کرتی تہی کہ وہ اپنے باپ کے اس قابل شرم پیشہ کو چھوڑدے اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کرے۔

ایکدن لکھنو کی ایک شاہراہ مین بیربل کی انگلی پکڑے ہوے

اسکا باپ جا رہا تہا۔ سامنے سے ایک امیر کی سواری آرہی
تہی بیربل کے باپ نے زور سے تعریفی اشعار پڑہنے شروع
کیئے امیر نے ذرا بہی توجہ نکی اور وہ امیر آگے بڑہا چلا گیا۔
بیربل کا باپ۔ بیٹا اگر میری آواز کے ساتہہ تم بہی آواز لگاتے
تو یہہ امیر کچہہ بخشش دے جاتا۔
بیربل۔ ہے پتا یہہ قابل شرم پیشہ کرتے کرتے جی اکتا گیا
برائے خدا آپ اس سے درگزریئے کیونکہ اتنے دنونکی بہیک
سے ہمارے پاس سے اس قدر روپیہ ہے کہ ہم آرام اپنی زندگی
بسر کر سکتے ہین۔ ایک جگہہ رہ کر مجہے تعلیم دلوایئے دیکہیئے مین
پڑہ لکہکر کس قدر روپیہ حاصل کرتا ہون۔
بیربل کی یہہ برجستہ تقریر اسکے باپ کو بُری معلوم ہوئی وہ
خاموش ہو رہا اور اُسنے کچہہ جواب ندیا۔ اسکے چہرہ پر غصہ
کی بجائے تمامتر جلوہ دلیری تہا۔ آنکہونمین غصہ کے شعلے بہڑکنے لگے

چونکہ اپنے پیارے فرزند سے ہمیشہ سے محبت کرتا تہا اس لیے
اسنے گھر کنا اوتا دیب کرنی مناسب جانی۔ بیربل اپنے
باپ کے تیور پہچان گیا فوراً اسبات کو جس نے اُسے رنجیدہ
کیا تہا ٹالکر بیربل ادہر اُدہر کی باتین کرنے لگا۔
پندرہ برس کی عمر مین بیربل لاہور تہا جو اسکے باپ کا انتقال
ہوگیا۔ دس ہزار روپیہ چھوڑکر بیربل کا باپ مرا تہا۔
بیربل نے فوراً ایک پنڈت سے سنسکرت شروع کی اور اُس سے
یہہ جاکر کہا کہ مین برہمن ہون۔ اس زمانہ مین پنڈت سوا
برہمن کے اور کسیکو نہین بتاتے تہے پڑہنا کیسا سنسکرت
کی کتابونکو ہاتہہ بہی نہین لگانے دیتے تہے۔ جس پنڈت سے
بیربل نے پہلے تعلیم حاصل کی اسکا نام سندرلال تہا۔ یہہ
اپنے عقیدہ اور مذہب مین بہت سخت تہا۔ بیربل کی بات
بات پر نظر رکھتا تہا اور چند روز کے بعد اسے شک ہونے لگا تہا

کہ یہہ برہمن نہین ہے - بیربل گو بچہ ہی تہا لیکن بذلہ سنجی اور فی البدیہہ اشعار موزون کردینے حاضر جوابی اسمین اول نمبر کی صفتین تہین - اسکی مذاق انگیز باتون سے سندرلال خوش تو بہت تہا مگر ساتہہ ہی اِسکے اُسے بیربل کے برہمن ہونے مین شک تہا - وہ خوب جانتا تہا کہ برہمن کے لڑکے مین یہہ مذاق اور مسخرا پن نہین ہوسکتا - اِس عرصہ مین سنسکرت کی کئی کتابین بیربل نے پڑہ لین اور اب اِسے اپنے اُستاد کی زیادہ حاجت نہ رہی -

ایک دن بیربل بیٹہا ہوا پڑہ رہا تہا سندرلال کی آنکہین اِسکے اطوار اور تلفظ پر لڑ رہی تہین کہ یکایک نامعلوم خیال سے سندرلال چونکا اور آپ ہی آپ متحیرانہ نظرون مین اِدہر اُدہر تکنے لگا - بیربل کو سخت تعجب آیا کہ سبق پڑہاتے پڑہاتے میرے اُستاد کو خیال نے ایسا متحیر بنا دیا - کتاب بند کرکے یہہ عرض کی مین بہی بڑا ہی بدقسمت ہون کہ میرے ہی پڑہنے کے وقت کسی بیرحم

خیال نے حضور کو متحیر بنا دیا کاش اگر وہ خیال جسنے حضور کا دہیان
بنایا ہے میرے سامنے مجسم آجائے تو ابہی قتل کر ڈالون یہہ سنکر
سندہ ہنسنے لگا اور اسنے اپنی اُسی تحیر آمیز صورت آمیز صورت میں
یہہ جواب دیا۔ بیربل تیری ان ہی منطقی مسخراپن کی باتون نے
مجہے تجہپر بدگمان کر دیا ہے۔ یہہ سنتے ہی بیربل چونکا اور اب
اسپر ایک عارضی اور غیر مستقل تردد و تذبذب کا دورہ ہونے لگا
تاہم بیربل نے اپنے کو سنبہالا اور خوب سادکر یہ استفسار کرکے
یہ حضور نے کیا فرمایا۔ میری کن باتون نے حضور کو بدگمان کر دیا۔
سندرلال۔ اپنی اسی متوحش متذبذب صورتمین ہان بدگمان بنادیا
بیربل۔ سنائے مین خوف کی بہری ہوئی آواز مین آپ فرمائین
تو معلوم ہون۔ (بیربل جانتا تہا کہ اسے قطعی یہ معلوم ہوگیا ہے
کہ مین برہمن نہین ہون اب اسنے تمام روحانی قوتونکو جمع کیا
اور جو کچہہ سوال اسکا اُسنا کرنے کو تہا پہلے ہی سے جواب دینے کو تیار

مستعد ہو گیا۔
سندلال۔ تم سچ بتاؤ گے اگر مین تم سے کچھہ دریافت کرونگا
تم یہہ تو جانتے کہ مین تمہارا اُستاد ہون اور یہہ بہی شاید تم
جانتے ہوگے کہ اُستاد کا حق شاگرد پر کتنا ہے اِس لئے تمہارا
فرض ہے کہ جو کچھہ مین دریافت کرون سچ سچ بتادو اور دہوکے
مین نہ ڈالو۔
بیربل۔ جو کچھہ حضور فرمائینگے مین سچ سچ عرض کردونگا
اُن حقوق کا جو معلم کے متعلم پر ہوتے ہین دوہرانا فضول ہے
سندلال۔ تم برہمن نہین معلوم ہوتے یہہ بات سندلال نے
نصف تذبذب اور نصف یقین مین کہی۔ وہ خوف زدہ اپنے
ظریف تیز طبیعت شاگرد کی طرف دیکہہ رہا تہا کہ دیکہئے یہہ
کیا جواب دیتا ہے۔
سندلال کو یقین تو ہو چکا تہا مگر پہر بہی شبہ تہا کہ شاید میرا

خیال غلط ہو۔ بیربل نے اپنے دلمین سوچا کہ اگر مین چھپاتا
ہون تو کچھہ فائدہ نہو گا اگر ظاہر کردیتا ہون تو میرا چنداں
نقصان نہین ملا کی دوڑ مسجد تک گر ہوگا تو یہہ ہوگا کہ
سُندرلال مجھہ سے ناراض ہو جاوے گا اور پھر مجھے نہ پڑھائیگا
سنسکرت کی چنداں حاجت نہین اور کہین چلا جاؤنگا۔
اِس خیال مین بیربل کو پورا ایک منٹ لگ گیا۔ اس عرصہ
مین سندرلال کو یقین ہو گیا کہ یہہ برہمن نہین ہے۔ خوب
سوچ سمجھہ کر بیربل نے اپنی پوری پوری کیفیت بیان کردی
سندرلال بیربل کی اس راستبازی پر بظاہر خوش تو ہوا
لیکن مذہبی پاسداری کے سبب بہت سے ناؤ پیچ کھائے
اور علم ایسی شئے نہ تھی جو چھین لیتا خاموشی کے سوا دوسرا
علاج نہ جانا۔ ہان بیربل کو اتنا سمجھا دیا کہ میرے پڑھانے
لکھانے کا کسی سے چرچا نکرنا ؀

تہوڑے ہی عرصہ مین سندرلال ایک مکان کی چہت کی نیچے دب کر مر گیا۔ اُسوقت بیربل کو اُستاد کے گزرنے کا رنج باپ مرنے کی برابر تہا۔

بعد گزرنے سندرلال کے بیربل سیدہا اکبرآباد چلا گیا۔ یہان آکر عربی فارسی پڑہنے کا شوق کیا چندروز کی محنت مین اس زبان مین بہی بہت خاصی مہارت حاصل کی۔ بعدہ بیربل بعہدۂ بخشی گری فوج کی تنخواہ تقسیم کرنے پر نوکر ہوا۔ اور اسنے اپنے کام کو اِس امانت سے سرانجام دیا کہ اسکے افسر اور اسکے ماتحت دونون خوش تہے ؂

ایک روز حسب اتفاق ایک ایسا حادثہ درپیش آیا کہ خان احمد نامی (جو بیربل کا افسر تہا) اسکے گہوڑے نے اپنی آقا خان احمد پر حملہ کیا اور اِس قدر مغلوب کیا کہ خان احمد کو اس وقت اپنی جان بچانا مشکل تہا۔ ایسی نازک وقت مین اپنے

افسر کی جان بچانے کے لئے اس اول جلسے بہادر (بیربل)
نے وہ دل گردہ کیا کہ تلوار آبدار سے گہوڑے کی گردن پر وار کیا
کہ گہوڑے کے زخم کاری لگایا اُس زخم کے صدمہ سے
خان احمد کو جان بچنے کا موقع ملا - خان احمد اُس کی
یہہ پہرتی اور بہادری دیکہکر عش عش کر گیا - اور اُسکے صلہ
مین اپنے اعلی افسر سے سفارش کر کے دفعداری کا عہدہ دلوایا
رفتہ رفتہ اپنے ذاتی جوہر اور اقبال کی خوبی سے بیربل نے
یہانتک ترقی کی کہ اکبر بادشاہ کا مصاحب خاص ہوا
اور مدام مورد و مراحم بادشاہ رہا -
جب کوئی اسکا حسب نسب (ذات) دریافت کرتا تہا
عاجزی کے ساتہہ صاف صاف بتاتا تہا - بیان کرتے
ہوئے ذرا نہین شرماتا تہا اُسکا یہہ بہی قول تہا کہ مین
اس عہدہ اور منصب پر نوشت و خواند کی بدولت اور

اپنی قابلیت کے باعث اُس پروردگار نے پہونچایا ہے ۔
عام خلقت مین مشہور ہے کہ بیربل اکبر کے دربار مین
مسخرونمین نوکر تہا یہہ محض غلط ہے ۔ اس لئے کہ آجتک کسی
معتبر تاریخ سے یہ امر ثابت نہین ہے کہ بیربل اور ملا دوپیازہ
(یعنی عبدالقادر) سے بہی ایسا مسخراپن کیا ہو ۔ ہان اس قدر
کہہ سکتے ہین کہ بیربل کی طبیعت مین مذاق کی چاشنی
ملی ہوئی تہی بیربل جو کلام کرتا تہا وہ معنی کی لطافت اور
لفظونکی رعایت اور ذومعانی الفاظ اور مبہم کلام سے
خالی نہوتا تہا ۔ لیکن کیا ممکن جو آداب اور مراتب سے
گزر جائے اور تہذیب کے خلاف عمل مین لائے ۔
الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ ہند مین (اِس الزام کے رفع
کے لئے لکہا ہے کہ اکبر اپنے بیش بہا وقت کو کبہی کسی
بیہودہ کام مین برباد نکرتا تہا پس بتاؤ وہ کونسا وقت ہوتا تہا

جو بیربل کے ساتھ تمسخر مین اپنے وقت کو کھوتا ہو
ملٹین اپنی تاریخ مین اکبر اور بیربل کی بسنبت ایک
پُر مغز مضمون لکھتا ہے کہ بیربل۔ اکبر بادشاہ کا ایک
اعلیٰ درجہ کا رکنِ سلطنت اور منتظمِ خلافت تھا۔ نہایت
متین۔ مہذب۔ فہمیدہ۔ سنجیدہ۔ پُر مذاق۔ آدابِ شاہی کا
پابند۔ آزاد مذہب۔ برہمنونکے حال کا واقف کار تھا
ایک مرتبہ شب کو تخلیہ مین اکبر بادشاہ نے برہمنون سے
بھڑا دیا۔ بیربل نے برہمنون کو وہ وہ جواب مذاق آمیز
اپنی طبیعت کی تیزی سے دیے کہ اُنکے دانت کھٹے ہوگئے
اِس مذاق اور متانت کے ساتھہ باتین کین جنسے رعب داب
شاہی مین فرق نہ آئے اور طبیعت بہل جائے۔
بیربل جسقدر خلیق اور شیرین زبان تھا اُسی قدر اُسکی
طبیعت مین (سلیف ریسپکٹ) تکبر اور نخوت سے بھرا

ہوا تھا کہ اپنے آگے کسیکی کچھہ حقیقت نہ سمجھتا تھا اور جو
کام انتظام سلطنت کے اُسکے سپرد ہوے تھے اُسکی بجا آوری
نہایت امانت اور دیانت اور کمال تن دہی اور جانفشانی
سے کرتا تھا جو اکبر کی خوشنودی کے باعث تھے۔
بیربل ہاتھہ پاؤں مین ہی موٹا تازہ اور چوڑا چکلا تھا۔ میدان
جنگ مین اس نے اکثر موقعو نپر وہ فتوحات حاصل کین کہ جس سے
اس دل چلے بہادر کی صفت شجاعت مین بیان کیجائے تہوڑی ہے۔
فتح و نصرت اسکے قدم سے وابستہ (ملی ہوئی) تھی بیربل بڑے
کام کا آدمی تہا نہ نام جس ملک کی چڑہائی کی فتحمند ہوا۔
مگر افسوس کہ افغانستان کی جنگ مین وہ بے موت مارا گیا
اور یہہ صرف اپنی ضد سے اس نے اپنی جان دی اگر ضد نکرتا
تو اسکا ایک بال بیکا نہوتا۔ اس اجمال کی مفصّل کیفیت
(ایک حسرتناک اور دلچسپ داستان سمجھکر) بیان کیجاتی ہے

افغانستان کا کوہی ملک جو ابتک نہایت مشکل گزار تسلیم کیا جاتا ہے اُس زمانہ مین اور بہی سخت تر اور دشوار تہا۔ وہ وسیع میدان جو پشاور کے گرد و پیش واقع ہین اور اُنکی پہاڑیان جو دور ہی خوفناک معلوم ہوتی ہین۔ شمال مین تو ہندوکش کے پہاڑ مُسلسل گھیرے ہوئے ہین اور مغرب مین سلیمان پہاڑ کا بلند اور وسیع سلسلہ ہے۔ جنوب مین نشیبی پہاڑیان ہین جنہین جنیسر کہتے ہین۔ جو سلیمان سے اندھیس تک پہیلی ہوئی ہین سرداراینر کہتے ہین۔ اسکے شمال مین یوسف زائی قومین بستی ہین جو اور قومونکی نسبت قوی تر اور بہادر ہین ✦

جب مرزا حکیم۔ اکبر کے سوتیلے بہائی کا انتقال ہو گیا تو تو افغانستان براہِ راست اکبر کے قبضہ مین آگیا تہا۔

اکبر نے راجہ مان سنگہ کو یہانکا گورنر مقرر کر دیا تہا۔ راجہ موصوف نے اپنی قابلیت اور لیاقت سے اُن صوبونکو جو برائے نام

اکبر کی عملداری مین شریک تہی مستقل طور پر انہین اپنے قبضہ مین کر لیا
اور اکبر کی حکومت پورے پورے طور سے تسلیم کر لی گئی۔ اِس
بند وبست کے بعد بہی یوسف زئی فرقہ نے شورش برپا کر رکہی تہی
اور وہ ہمیشہ موقع بموقع کبہی نہ کبہی غدر کر بیٹہتے تہے جو کچہہ ملک کی
اصلی حالت تہی وہ راجہ مان سنگہہ نے لکہہ بہیجی۔ اکبر نے فوراً اپنے
کیمپ سے ایک مہم بہیجنے کے لئے تیار کیا۔ بیربل کو یہہ موقع
طبع آزمائی کا اچہا معلوم ہوا۔ اِس نے فرصت کے وقت اکبر سے
عرض کیا۔ اگر حضور اِس مہم پر مجہہ فدوی کو مامور فرمائین تو کئی
فائدون سے خالی نہو گا ادہر میرے دشمنون کا منہ بند ہو گا
اور بعد فتح علاوہ ناموری اور سربلندی کے اپنے ہمچشمون مین نو
افتخار حاصل کرون اور اگر اِس لڑائی مین کام آیا تو نمک خواری
کا حق ادا ہو جاوے گا۔ اکبر نے اپنے (پرنسپل فیوریٹ) یعنی
بیربل کی یہ خیر خواہانہ تقریر سنکر انکار کیا۔ اور کہا کہ ای بیربل

مجکو تمہاری جدائی شاق ہے دل نہین چاہتا کہ اپنے ایک دلی دوست کو
اپنے سے جدا کرون۔ تمہارے سابقہ حقوق اور کار نمایان اور
خدمات ایسی نہین ہین جو مین اُسے بھول جاؤن۔ بیربل نے بار
بار اسبارہ مین ہٹ کی یہانتک کہ اکبر کو ناچار کیا۔ جب اکبر نے دیکھا
کہ بیربل نہین مانتا مجبور ہو کر ایک عظیم الشان فوج کا افسر مقرر کر کے
اجازت دی۔ اور ایک پرہ فوج کا زین خان کوکا کے سپرد کر کے
دونونکو افغانستان کی روانگی کا حکم دیا۔
اِس موقع پر فوجکی روانگی سے پہلے یہہ بات افسوسناک اظہار کے
لائق ہے کہ کاش اگر اکبر کو یہہ خبر ہوتی کہ زینخان اور بیربل کے
دونون مین نہایت درجہ کی مخالفت اور ناچاقی ہے (جسکے باعث
بیربل کے لئے روز سیاہ پیش آئے گا اور کمال بیرحمی اور
مظلومی کے ساتھہ بیربل کی جان جائے گی) تو ان دونونکے
اتفاق کا موقع ایک جگہہ پہنچنے کا ہرگز نفرماتا۔ خدا کی مرضی سے

کسیکو چارہ نہین۔

جب یہہ دونون فوجین انڈین مشرقی کی جانب سے روانہ ہوکر سرحد افغانستان پر پہونچین تو قوم یوسف زائی پر حملہ آور ہوئین جوکہ بیربل نہایت کار آزمودہ اور سپاہی رہا تھا اسے یہہ پہلا ہی موقع نہ تھا جو میدان جنگ مین مخالفونکے مقابلہ مین گہوڑا کدائے بلکہ ایک تجربہ کار بہادر مدبر شجاع تھا۔

بیربل مع فیضی (جو ابوالفضل کا بہائی تھا) اپنی فوجکو سمیٹے ہوئے انڈس کے مشرقی جانب سے سیدہا بڑہتا چلا گیا۔ جب بہاڑی پر پہونچا یوسف زئیونکے رسالہ سے (جو بیربل کے آنے سے پہلے چہپا ہوا تہا) مقابلہ ہوا۔ یوسف زئیون نے بیربل کی یہہ پیشدستی اور پیشروی دیکہکر ازراہ تعاقب گولی چلائی ادہر بیربل نے اپنی بڑہی ہوئی فوجکو آگے جانے سے روک کے ٹہیرایا اور کسی قدر سوارونکی فوج سے بذات خاص حملہ آور ہوا

آناً فاناً مین تمام یوسف زئیون کو نیست و نابود کیا- علاوہ دیگر
فتوحات کے ملک افغانستان یہہ پہلی ہی فتح تہی جو بیربل کو
حاصل ہوئی- بعدہ آگے بڑہ کر دور دور تک افغانی بستیون
اور آبادیون کو ویران اور اُجاڑ کرتا ہوا وسطِ افغانستان
مین جا پہنچا فتح و نصرت کا جہنڈا بلند کیا- اِسکے بعد بیربل
ایک ایسے تنگ و تار مقام پر پہنچا جو اِس ناآشنا فوج کے لئے
نہایت مضر تہا جسکے چوطرفہ بلند پہاڑیان تہین اور اُسکا
راستہ اسقدر تنگ تہا کہ (فوج اور ہہیر بہاڑ کا جانا تو محال) ایک
آدمی کا گزر بہی مشکل سے ہوتا تہا- جب بیربل ایسی نازک حالت
مین مبتلا ہوا تو گونہ بعد ہراس اور وسوسونکے یہہ خیال آیا
کہ اس خوفناک و تنگنائے گہاٹی سے (جو بندی خانہ سے کم
نہین ہے) نکل کر کسی وسیع میدان مین پہونچون-
ادہر بیربل کی تو یہہ کیفیت تہی اُسکی دوسری سمت زینخان

اکبر کا کو کا سخت اور دشوار تر اور خوفناک اور ہولناک پہاڑونکو بہو کہہ اور پیاس مین رکہ رسد کا سامان ہمپچا طی کر رہا تہا۔ اس اثنا مین چہوٹی موٹی لڑائیون مین فتحیاب بہی ہوا جب زینخان بہی مجبور ہوا تو اور رسد و کمک لیکر مصلحت سے آکر ملا۔ ادہر بیربل کی بہی یہی کیفیت تہی جو زینخان کی تہی۔ مگر اُسوقت مین باوصف اتفاق دونون فوجونکے بہی یہہ ممکن نہ تہا کہ بدون مدد اور فوج کے (جو اکبر کیطرف سے آئی) کیسی طرحکی کارروائی دشمنون کے مقابلہ مین کی جائے۔

گو بظاہر ان دونون افسرون کا اتفاق یکجائی ہوا لیکن اتفاق رائے مین دونونکی نااتفاقی تہی اِس لئے کہ دونونکے دلون صفائی نہ تہی۔ بیربل کچہہ صلاح دیتا تہا اور زینخان کی کچہہ مرضی ہوتی تہی۔ آخر بہت سی رد و بدل اور تو تو مین مین کے بعد یہہ بات قرار پائی کہ ہم دونون ملکر اور جی توڑ کر افغانون سے لڑین۔

جب دونون فوجین افغانونکی سرحد کی طرف بڑہتی تہین

کہ بیربل - زینخان کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ کے افغانونکی سرحد پر جا پہونچا اور اپنی فوج جا بجا لیئے ہوئے (مع فوج دن بہر کا بہوکا پیاسا اور تہکا ہارا) آگے بڑہتا ہوا چلا گیا اور تازہ دم افغانون سے مورچہ بندی کی - لڑائی شروع ہوئی - صدہا آدمی بیربل کی فوج کے کام آئے شکست کے آثار نمود آ ہوئے وسیع میدان کی حاجت ہوئی -

اُدہر جسوقت افغان نے بیربل پر حملہ کیا تہا اُسیوقت زینخان کی شکستہ فوج پر بہی افغانون نے چڑہائی کی تہی - الحاصل ان دونون افسرون (یعنی زین خان اور بیربل) کو افغانونکے ہاتہ سے شکست فاحش ہوئی کہ بہاگنے کو بہی جگہہ نہ ملی اور افغان فتحیاب ہوئے -

بیربل اور زینخان بڑی بڑی مصیبت اُٹہا کے پہر باہم ملے اُسوقت بیربل نے یہی دلسے چاہا کہ (اپنی اپنی پریشان

اور پراگندہ فوجکو فراہم کرکے) بالاتفاق حملہ کرین - اسپر
زینخان نے بیربل سے اپنی فوجکی شکستہ حالی اور افغانون کا
تازہ دم ہونا بیان کرکے مشورہ کیا کہ ایسے وقت مین غنیم سے
عہد پیمان کرنا مناسب معلوم ہوتاہے اس لیئے کہ اب ہم مین
تاب مقابلہ نہین ہے اُس سے بہتر ہے کہ اپنے آپکو دشمن
کے حوالہ کرین اور بکمال ذلت اور رسوائی کیسا تہہ ماری
جائین اور نتیجہ کچہہ نہو -
بیربل نے یہہ بات سنکر زینخان سے کہا کہ مین تمہاری اس
رائے کو ہرگز تسلیم نہین کرسکتا کیونکہ دشمنونپر اس حال کے
ظاہر کرنے سے ہماری مغلوبی ظاہر ہوگی اور اُسکی لپیٹ
مین ہمارے بادشاہ کی ذلت متصور ہے اور عہد و پیمان کرنا
عین نامردی اور بزدلی کا ثبوت ہے - شرطِ نمک حلالی یہ
ہے کہ بدون فتح بادشاہ کو منہ نہ دکہائین ورنہ لڑ بھڑ کر

اِس میدان مین دشمنونکے ہاتھہ سے مارے جائین۔
(مؤرخ لکھتا ہے کہ زینخان کا یہہ مشورہ نہایت مصلحت آمیز تہا
لیکن بیربل کا نہ ماننا پیغامِ اجل کا تقاضا تھا ؛)
یہہ کہکر بیربل نے اپنی فوجکو جُدا کر لیا اور سیدہا پہاڑی
کو روانہ ہوا۔
اِدہر زینخان کو خبر ملی کہ آجکی شب فوج مغلیہ پر تاخت و تاراج
(لوٹ مار) اور نیست و نابود کرنے کے لئے افغان حملہ آور ہونگے
اُدھر بیربل کا یہہ منصوبہ تہا کہ اس پہاڑی سے نکل کر کسی
وسیع میدان مین پہونچون۔ جون ہی بیربل اُس گہاٹی پر
(جیسا کہ خوفناک سلسلو نکا بیان ہم اوپر لکھہ آئے ہین کہ بند نجانہ سے
کم نہین) پہونچا۔ افغانون نے دہوکا دیکر پہاڑ پر سے
ایسے بڑے بڑے پتھر اس قدر برسائے کہ جسکی بوچھار سے
مرگِ مفاجات کا تہپیڑا ہتا اور تیرونکی بارش مزید بر آن۔

اُسوقت بیربل نے ہرچند چاہا کہ کوئی صورت بچاؤ کی نکلے
لیکن ممکن نہوئی۔
بیربل نے جب دیکھا کہ اس محاصرہ سے جان کا بچنا خام خیالی
ہے اپنا سر ہتیلی پر رکہکے تلوار میان سے باہر نکالی اور
سینہ سپر ہوکر اپنے دشمنوںسے آمادۂ جنگ ہوا اُسوقت بیربل
کی مردانہ ہمت اور بہادرانہ کوشش خیر باد پکارتی تھی آخر اس
خوفناک حالت مین فوج کے ساتھ بیربل بھی قتل ہوا۔
افسوس کہ فوج مغلیہ جو کمال بہادر تھی اس ذلت و خواری سے
قتل ہوئی جسکی مظلومی پر چشم فلک آجتک روتی ہے۔
زینخان کی بھی بُری نوبت تھی گووہ کہلے ہوے میدان
مین جانے کی کوشش کر رہا تہا مگر اُسی شب کو افغانوں نے
اسپر بھی حملہ کیا فوج سرسیمہ ہوکر اندہیرے مین بہاگی صدہا
قتل ہوے اور سیکڑون پکڑے گئے اور زینخان پا پیادہ

اٹک کی طرف بھاگا۔ یہی صورت زینخان کے بچنے کی تھی۔
یہہ وحشت خیز خبرین ہولناکی سے شاہی کیمپ مین پہونچین
اکبر نے سنتے ہی شاہزادۂ مراد اور ٹوڈرمل کی ہمراہی مین
(افغانون سے انتقام لینے اور انکو زیروزبر کرنے کے لئے)
فوج روانہ کی۔ شاہزادہ مراد اور ٹوڈرمل نے ٹکڑے اڑا دیئے
اور تمام سرکش افغانونکو نیچا دکھا دیا۔ جب سیکڑون
افغان قتل ہو چکے تو شاہزادۂ مرادکو واپس بلایا اور وہانکا
انتظام راجہ مان سنگھہ اور راجہ ٹوڈرمل کی سپردگی مین ہوا
اکبر نے بیربل کے مارے جانے کی جسوقت خبر سنی یکایک
اس قدر سخت صدمہ ہوا کہ آنکھونسے فوراً آنسو ٹپک پڑے
اور کئی روز تک کھانا نہ کھایا۔ ہرچند ارکین سلطنت اور
اکبر کی مادر مہربان نے اکبرکو بہت کچھہ سمجھایا اور تسلی دینے
کے لئے دنیا کی بے ثباتی کا قصہ سنایا کہ مزاج اعتدال پر آجاے

الغرض تیسرے روز کے سُننے سے تھوڑا سا کھانا کھایا۔
اور اکبر نے سر دبار تلوار پر ہاتھ رکھکر کہا کہ جب تک بیربل کا
خون بہا (یعنے ایک لاکھ افغانیونکا قتل) نہ لونگا صبر نہ آئیگا
چنانچہ اکبر نے ایسا ہی کر دکھایا جیسا اوپر بیان ہوا ؛
اکبر نے بیربل کی نعش کو بہت تلاش کرایا کہین پتہ اور
نشان نہ پایا۔ بعدہ سُنا گیا کہ بیربل زندہ اور افغانونکی
قید مین ہے۔ اکبر نے بمجرد سُننے اس خبر کے ایک فوج قاہرہ
(جو تعداد مین مور و ملخ سے کم نہوگی) آندھی اور مینہ کیطرح
افغانستان کی طرف روانہ کی بعد تجسس اور تلاش کے
ثابت ہو کہ وہ مظلوم کسی سفاک اور بیرحم کے ہاتھ سے
پہلے ہی قتل ہو چکا ہے۔ عبرت کا مقام ہے کہ یہہ
اولوالعزم بہادر کس گھر پیدا ہوا اور کس عہد پر پہونچکر اپنی
جان شیرین اپنے ہردل عزیز آقا پر نثار کردی صفحہ عالم مین

سوانح عمری مُلّا دوپیازہ

مُلّا موسوم بہ عبدالقادر

بعضون نے اس کا نام ابو الحسن بھی لکھا ہے لیکن اسکا ثبوت نہین ہے، منجملہ نورتنون کے یہہ بھی اکبر کا ساتوان رتن تھا۔ یہہ اکبر کا پرایوٹ سیکرٹری (مصاحب خاص اور معتمد) تھا۔ یہہ اصل مین گیلان کا رہنے والا تہا۔ بعض طائف کا رہنے والا اور بعض نجد کا رہنے والا (جو دونون مقام نواح عرب مین ہین) بتلاتے ہین۔ قوم سے شیخ قریشی اور بعض کے نزدیک صدیقی تہا۔ ۱۵۴۲ء مین پیدا ہوا۔ اکبر کی پیدائش بھی اسی سنہ مین ہوئی تھی۔ دوسرا حسن اتفاق یہ ہوا کہ تاریخ چودہوین ماہ اکتوبر سنہ کو مین جب اکبر پیدا ہوا تو اسی تاریخ عبدالقادر بھی

بمقام گیلان پیدا ہوا۔ اِسکے باپ دادا ہمیشہ سے گیلان کے بادشاہ ہونکے ہان بڑے بڑے عہدون پر ممتاز چلے آتے تہے۔ اور بعدازان ہند مین اس کا باپ عبدالرزاق (المخاطب ابوالمحاسن) آیا۔ اور مظفر شاہ کا اتالیق مقرر ہوا۔ جب مظفر شاہ جوان (اور خودمختار) ہوا تو عبدالرزاق کو عہدہ قاضی القضات کا عطا کیا۔ (اہل اسلام مین یہ عہدہ مولویونکے لئے بہت ہی بڑا ہے)۔ عبدالرزاق اصل مین ایک صلح کل اور ہردل عزیز آدمی تہا۔ اِسکی مذہبی پولیسی ایسی سخت نہ تہی کہ جیسے ملاؤن کی ہوتی ہے۔ کبہی چالون مین بہی اپنی حکمت اور عقل کی روشنی جاتا تہا۔

جب عبدالقادر کی عمر سولہ سترہ برس کی ہوئی تو باپ بیٹونمین ناچاقی کی ٹہیر گئی بیٹا گتا ملان اور باپ دنیادار یہی باعث نااتفاقی کا تہا۔ انجام کار عبدالقادر سورت ہوکر سیدہا

مکہ معظمہ کو پہونچا۔ عبدالرزاق اپنے بیٹے عبدالقادر کو بہت ہی
چاہتا تہا (اس لئے پہولی آنکہہ کا دیدہ یہی ایک بیٹا تہا) اور
اسے اپنے بیٹے کی یہہ متعصبانہ باتین (اگرچہ اپنی ذات کے
لئے ہون) بری نہ معلوم ہوتی تہین۔ اسنے بہتیرا چاہا کہ
(اپنے معصوم نوجوان کو) اس ارادہ سے باز رکہون لیکن ممکن
نہوا۔ اور یہہ سیدہا مکہ معظمہ پہونچا۔ باپ کی محبت نے یہہ
تقاضا نہ کیا کہ مین گجرات مین بیٹہا رہون اور بیٹا مکہ کی
راہون مین بہٹکتا پہرے وہ بہی ماتا کا مارا مکہ کو روانہ ہوا[لہ]
لیکن بدقسمتی سے مکہ مین پہونچکر دو تین دن کے بعد دنیا سے کوچ کر گیا
آخری وقت مین بیٹے کے دیکہنے کی حسرت دل مین لے گیا۔
جب عبدالقادر کو باپ کے مرنے کی خبر ملی اُس بوڑہے باپ کے
مرنے پر ایک آنسو تک آنکہہ سے نہ بہایا۔ دلمین کہا کہ اس کا دل

لہ اس مقام پر اس اختلاف کا اظہار کرنا بہی ضرور ہے کہ بعض کا مقولہ ہے کہ عبدالرزاق اپنی [illegible]
بیٹے سے خفا ہو کر چلا گیا تہا جسکی تلاش مین عبدالقادر اپنے باپ عبدالرزاق کو ڈہونڈہتا ڈہونڈہتا ایران
پہرتا پہرتا ہندوستان مین آیا ۱۲

دنیا کی مکروہات اور آلائشون سے پاک نہ تہا اسیواسطے خدانے اُسکو
بلا لیا کہ میرے گہر مین (یعنی مکہ مین) ایسا ناپاک شخص ہے۔
طرفہ تر یہہ کہ جتنا روپیہ باپ چہوڑ کر مرا تہا عبدالقادر نے وہ
تمام وکمال مفلسون کو لٹا دیا کہ مبادا اُسکے تصرف سے خدا تعالی
مجہہ سے ناراض ہو۔ مگر خوش قسمتی سے جون جون عبدالقادر
کی عمر بڑہی ہوتی گئی یہ جنون گہٹتا گیا۔ اِسلئے کہ عالم سفر مین
جب مختلف لوگون سے پالا پڑا زمانہ کی اونچ نیچ اور اُلٹ پہیر
نے رفتہ رفتہ اسکو یہانتک ہوشیار اور تجربہ کار بنا دیا
کہ موی باپ کو محبت کی نظر سے دیکہنے لگا اور وہ حقارت جو
اِسکی طبیعت مین پہلی سی تہی جاتی رہی ؂
عبدالقادر نے دینی علوم کی تحصیل مکہ معظمہ مین اپنے ایک
ہمنام ملا سے (جو اُسوقت شام اور دمشق تک مشہور تہا) کی
آٹہہ سات برس کے عرصہ مین اپنی ذہانت کے سبب علوم

فقہ - حدیث - تفسیر - وغیرہ مین فارغ التحصیل ہوا -
اور اپنے (مہتمم) اُستاد کے کان کترنے لگا - جب اسکی
شہرت ہوئی اور دور دور سے لوگ اسکے دیکھنے کو آنے لگے
تو امیرون اور سوداگرون کو دیکھکر عبدالقادر کے دلمین بہی
یہ شوق پیدا ہوا کہ دولت کمائیے اور امیرونکے رنگ ڈہنگ
بنائیے - پھر تو ہندوستان کی مقناطیسی ہوائین اپنی
طرف کہینچنے لگین -
عبدالقادر اسکا اُستاد اس سے بہت محبت کرنے لگا - یہانتک
کہ اپنی لڑکی (عائشہ بی نامی) کی شادی اپنے شاگرد
عبدالقادر سے کردی - یہہ لڑکی نہایت خوبصورت نوجوان
لکھی پڑھی (عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھتی) تہی - اس کی تقریر
صاف اور شستہ تہی - یکایک عبدالقادر کا ارادہ ہندوستان
آنے کا ہوا - ہرچند اسکے خسر نے منع کیا لیکن اس نے

اور اپنی بی بی کو (جو پہلے ہی سے ہندوستان آنے پر راضی تہی) ساتھہ لے کے جدہ سے روانہ ہوا۔ بڑی تباہی سے سورت مین پہونچا۔ (ابہی عبدالقادر کے پاس روپیہ وافی تہا) سورت مین پہونچکر یہہ ارادہ کیا کہ گجرات جاؤن جب وہانکی بدنظمی اور فتنہ و فساد کی خبرین سنین اپنے ارادہ سے باز رہا۔ اور سیدہا اکبر آباد کو منہ اوٹہایا۔ جب اکبر آباد مین آیا تو کئی روز بیگانہ وار رہا۔ آخر کار مرزا عبدالرحیم اور زینخان کی ذریعہ اور سفارش سے اکبر کے دربار مین پہونچا۔ (عبدالقادر کے دماغ مین ہنوز ملانی ہوا چہائی ہوئی تہی اور وہ سب کہو کے دولت حاصل کرنا چاہتا تہا) آتے ہی سلام علیکم پکار کر کہا۔ یہہ دیکہکر اکبر کو تعجب ہوا کہ یہہ کیسا متعصب ہے جو آداب شاہی کو بالائے طاق رکہتا ہے عبدالقادر کی اس ناشائستہ حرکت سے اکبر کی طبیعت پر کدورت ہوئی لیکن اسکے علم فضل کا خیال کر کے پھر بہی سر دربار وقعت کی

نظر سے دیکھا گیا۔ اور پہلے پہل قضات کا عہدہ دیا اور اسکے
بعد قاضی القضات ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اکبر کا پرایوٹ سکرٹری
یعنے مصاحب خاص ہو گیا۔

اب یہانسے اسکی زندگی کے حالات شروع ہوتے ہین۔
عبدالقادر گو فلسفی تھا لیکن پھر بھی دینیات کا اثر اسپر غالب تہا
ابوالفضل اور فیضی سے عبدالقادر کی ہمیشہ نوک جوک اور
چھیڑ چھاڑ ہوتی رہتی تہی۔ جب کبھی اکبر کے دربار مین مباحثہ
ہوتا تہا تو ایک طرف عبدالقادر اور دوسری طرف ابوالفضل
اور فیضی ہوتے تہے۔ ایک روز وجودِ ملائک (یعنی فرشتوں کی
ہستی) پر بحث ہوئی اور اور بڑے بڑے عالم بھی تھے۔
مگر ان مولویون کے علاوہ سوال وجواب کی خصوصیت
عبدالقادر ہی پر تہی۔ ہمین اُس مباحثہ کا بیان کرنا
غرض خاص نہین ہے صرف اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ جب

بحث ختم ہوئی تو عبدالقادر نے اکبر سے دست بستہ عرض
کیا حضور اگر حکم دین تو بندہ فرشتونکو مجسم دکہلادے۔
اکبر نے سنکر فرمایا کہ اگر یہہ ممکن ہے تو اس سے اور کیا بہتر ہے
بحث ناحق اور فضول ہے۔ فرشتونکو دکہادو جلو جہٹی ہوئی
اسپر فیضی نے (ہہنسکر) عبدالقادر سے مخاطب ہوکر کہا کہ
اگر تم فرشتونکو دکہادو مین آج سے (علاوہ فضیلت عالمانہ کے)
باعمل عالم مانون گا۔
یہہ سنکر عبدالقادر نے اُن عالمون کی جماعت کی طرف اشارہ
کیا کہ دیکھو یہہ مجسم فرشتے بیٹھے ہوے ہین۔ فیضی نے چھوٹتے
ہی یہہ جواب دیا کہ مجھے تو یہہ شیطان معلوم ہوتے ہین۔
ملا بھی چلتا پرزہ تھا حاضر جوابی کے ساتھہ کہنے لگا کہ
شیطانونکو شیطان ہی نظر آتا ہے۔
فیضی نے پھر یہہ سوال کیا اچھا ہم آپکو کیسے دکھائی دیتے ہین

یہان ملا کو بغلین جہانکنی پڑین۔ اگر یہہ جواب دیتا ہے کہ تم شیطان ہو تو خود بھی شیطان بنا پڑتا ہے۔ اور جو یہہ کہتا ہے کہ تم فرشتے ہو تو کفر کا الزام قائم کرنے کا موقع نہ ملے گا۔

اکبر کو ملا عبدالقادر کی سکوت پر ہنسی آئی۔ عبدالقادر نے جواب دیا حضور مین انکی نسبت کوئی رائے قائم نہین کرسکتا اسلئے کہ اسوقت مجکو کچھہ دکہائی نہین دیتا اور انکے کور باطنی نے انکے جسم پر اتنا اثر ڈالا ہے کہ انکا چہرہ نظر نہین آتا۔ اسی قسم کی چہیڑ چہاڑ فیضی اور عبدالقادر کی ہمیشہ ہوا کرتی تہی۔

جمعہ کو وقت شب ایک دربار خاص (جسمین صرف عالم لوگ ہوتے تھے) منعقد ہوتا تہا۔ ہر مذہب والے کو آزادی تہی کہ جس قسم کے چاہے سوال وجواب کرے۔ اکبر سب سے

بیچمین بیٹھکر سُنتا تہا اور کبہی ایسا موقع ہوتا تہا کہ خود بہی رائے دیتا تہا۔

ایک دفعہ فیضی نے عبدالقادر سے یہہ سوال کیا کہ مولانا صاحب آپنے اپنی ریشِ مبارک (ڈاڑہی شریف) اتنی کیون بڑہائی ہے تہوڑی چہپانے کو دو چار بال کافی تہے۔ نہ اِس قدر جہاڑ جہنکاڑ جو خرگوش کا بہٹ کہون تو بجا ہے۔

اِس بات پر تمام دربار مین قہقہہ اُڑا ملا صاحب لیئے گئے اس سوچ مین تہے کہ کیا جواب دون۔ آخر سوچتے سوچتے یہہ جواب دیا کہ تم مخنث ہو جو تمہاری طبیعت اِس مردانہ وضع کو چہوڑکر زنانہ وضع پسند کرتی ہے۔ حق تعالے نے ظاہری شناخت کے لئے مردونکو ڈاڑہی عطا کی ہے اِسپر فیضی نے جواب دیا کہ مردونکی شناخت کے لیئے صرف دو موچہین ہی کافی ہین اِسقدر لالٹکانے سے کیا فائدہ

فیضی اور ملا کی نوک جہوک اسی قسم کی ہوا کرتی تہی اور اکبر یہہ چہیڑ سنکر خوش ہوتا تہا۔

ایک روز اکبر نے ملا عبدالقادر سے دریافت کیا کہ تم فیضی کی نسبت کیا فتویٰ دیتے ہو۔ اسپر ملا نے فوراً فیضی کے کفر پر فتویٰ دیا کہ فیضی قرآن شریف کو نہین مانتا۔ پیغمبر آخرالزمان کا یقین نہین جانتا۔ خدا کی قدرت کاملہ اور قوت حاصلہ کا قائل نہین۔ دنیا کو دائم اور باقی تسلیم کرتا ہے۔ جسکے یہہ عقیدے ہون وہ پکا کافر ہے۔ اس فتوے پر فیضی نے قہقہہ اڑایا لیکن حاضرین دربار پر اُسکا اثر ہوا۔ کل سلطنتون کے سفیر اُسوقت موجود تہے ہر ایک نے ایک ایک نقل اوس فتوی کی لے کے اپنے اپنے بادشاہ کو روانہ کی ۔

عبداللہ خان اُذبک نے اِس فتوے کو بہت غور سے پڑہا

اور اُس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جب اکبر کے مصاحب دہریے ہین تو اکبر بھی ضرور دہریہ ہوگا ۔ یہ سمجھکر ایک خط بڑا لمبا چوڑا اکبر کے نام لکھا کہ آپنے دہریون کو بڑے بڑے عہدے عطا فرما کے اپنی مصاحبت مین رکھا ہے ۔ اِس سے دریافت ہوتا ہے کہ آپکی توجہ نے اسلام سے مُنہ پھیر لیا ہے ۔ اِسکا جواب اکبر نے مذہبی پیرایہ مین لکھا اور اُسمین ایک قطعہ زبان عربی کا جو درج ذیل ہے قلمی کیا ۔ (وہو ہذا)

قیل ان الاله ذو ولد	قیل ان الرسول قد کهنا
حق تعالےٰ کو صاحب اولاد بتلاتی تھے	اور اس رسول کو کاہن (نجومی) کہتی ہے
ما نجا الله والرسول معاً	من لسان الوریٰ فکیف انا
جب خدا اور رسول نے نجات نہ پائی	زبانِ مخلوق سے ۔ تو مین کیونکر بچونگا

له دہر زمانہ کو کہتے ہین ۔ اور دہریہ اُسکو کہتے ہین جو ہر شئے کو تاثیراتِ زمانہ سے مانتا ہے ۔ جیسے

اکبر کے خیالات آزادانہ تھے وہ مذہبو نپر متعصبانہ نظرین نہ ڈالتا
تھا مگر تاہم وہ یہہ بھی نہین چاہتا تھا کہ مین مسلمان مشہور ہون
اور میرے ہمعصر سلطان مجھے مذہب کے روسے حقارت کی نظر سے
دیکھین - عبدالقادر گو پرائوٹ سیکرٹری تھا مگر پھر بھی اپنے
مذہب کا پابند تھا - اکبر کی آزاد پولیسی ( ) اور اسکے
وزرا کی نسبت سمجھایا بارہا یون سے اسکو جادۂ اعتدال سے نہین
ڈگایا - بلکہ وہ اور بھی دن بدن اپنی عقیدہ مین مضبوط ہوتا گیا
اکبر کے درباری ادب آداب جو ہر شخص کے لئے لازمی سمجھے جاتے
تھے جو دربار مین باریابی چاہتا تھا اُسپر اُنکا اتمام فرض
ہوجاتا تھا مثلاً تین تین بار جُھک جھک کر سلام کرنا - اور
تین بار تخت کے پایونکو بوسہ دینا - یہہ سب آداب درباری
فرض کی برابر تھے - لیکن عبدالقادر کو یہہ قیود معاف ہوگئی تھی
- اکبر عبدالقادر کی علم اور لیاقت پر مرتا تھا اور اُسکی بدمزاجی

گوارا کر کے اُسکے ناز اُٹھاتا تھا۔

ایک زمانہ مین عبدالقادر کچھ دن کے بعد سندہ کا گورنر یعنی (صوبہ) مقرر ہوگیا تھا۔ اِس نے اپنے چھوٹے بھائی حکیم ہمام سے (جو رکن سلطنت تھا) کہا کہ دربار کے حالات سے مطلع کرتے رہنا بڑے بھائی کا کہنا بسر وچشم قبول کر کے درباری احوال لکھتا رہا کہ آج مذہب کی فلان بات پر قہقہہ اڑا گیا۔ اور کل فلان ملا کی ڈاڑھی پر پھبتیان ہوئین۔ اِس قسم کی خبرین متواتر سن سُنکے ارادہ کیا کہ اب اکبر کے دربار مین نہ جاؤنگا۔

ادھر یہہ ارادہ ہی کیا تھا کہ اُدھر ایک فرمان حسب ضابطہ اکبر کا پہنچا کہ فوراً حاضر دربار ہو۔ عبدالقادر نے سوچا کہ اگر جاتا ہون تو وہی دہریونکی باتین سُننے مین آوینگی اور اگر نہین جاتا تو اکبر کی ناراضی اور نافرمانی ہوگی عجب وقت درپیش ہے۔

اِس لیت ولعل مین کچھہ عرصہ گزرا کہ دوسرا فرمان اکبر کا اور آیا اور اسمین

لکھا کہ تمہاری خردماغی (عالی مزاجی) تمہارے آنے کو مانع ہی یا تمکو فیضی کا
خوف غالب ہے۔ ملا ان دونون دلخراش فقرون سے
جل گیا۔ اور طیش مین آکر ایک نامہذب جواب ملائی طبیعت سے
لکھ بھیجا۔ جسکی نقل ولسن صاحب نے اپنی کتاب مین دلچسپ سمجھکر
درج کی ہے (وہو ہذا)
بندگان عالی کو معلوم ہو کہ مجھے حضور کا شرف حاصل کرنے مین
نہ عذر ہے نہ تساہل نہ مین فیضی کی فلسفانہ گفتگو سے ڈرتا ہون
اس لیے کہ جب مجھے بھی علم کلام مین پورا پورا عبور حاصل ہے۔
پھر اسکی منطقی اور فلسفانہ تقریر سے کیون ڈرنے لگا۔ مگر مین
اسلام کی توہین سننا نہین چاہتا۔ ہرچند چاہا کہ حاضر
خدمت ہون لیکن ممکن نہوا۔ اور جبتک یہہ ثابت نہو گا کہ
بندگان عالی نے توبہ کرلی اور فیضی اور ابوالفضل دوبارہ
مسلمان ہوئے ہین تب تک ہرگز حاضر نہین ہوسکتا۔

فدوی بندگانِ عالی سے دریافت کرتا ہے کہ کیا آپ کو پیغمبرِ خدا (صلعم) کیطرح کوئی قرآن نازل ہوا ہے۔ کیا آپ مین یہہ قدرت ہے کہ آپ معجزے دکہائین۔ کیا حضور وہ مصائب اور تکالیف اُٹہا سکتے ہین کہ جو محمد عربی نے سہی تہین۔ کیا آپکو اُس صبر کا حصّہ ملا ہے کہ جو ہمارے اُمّی (اَن پڑہ) نبی کو ملا تہا۔ جب کوئی صفت آپ مین نہین ہے پہر آپ پیغمبر کیون بنتے ہین۔ اور کیا وجہ ہے کہ آپ اپنا مذہب علیحدہ جاری کرنا چاہتے ہین۔ حضور کی ان ہی باتون نے مجکو برگشتہ کر دیا اور دربار مین آنا نہین چاہتا۔

میری لمبی ڈاڑہی اور کترواں لبون پر قہقہہ اُڑتا ہے۔ میرے عقائد۔ میری روش۔ میرے مذہبی خیالات کو حقارت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے اِس چند روزہ زندگی مین انسان جو چاہے سو کرلے عاقبت مین معلوم ہوگی اب تو مکہ معظمہ کو ہجرت کرکے جاتا ہون

جو کچھ میرا فرض تھا ادا میں نے عرض کر دیا۔ اب حضور جانیں اور
حضور کے دہریئے مصاحب۔ جب یہ خط پہونچا ابو الفضل نے
اس کا مضمون اکبر کو سنایا۔ اکبر کو بہت رنج ہوا کہ ملا عبد القادر
اپنی نازک مزاجی اور اتباع مذہبی کے باعث ناراض ہو کر
مکہ چلا گیا۔ تحریر ایسی لغو کہ اکبر اسکو بار بار پڑھ کر مسکراتا تھا
۔ ملا عبد القادر دو تین برس تک وہان رہا لیکن دل نہ لگا۔
جب اکبر قدر دانی اور مراحم خسروانہ کا خیال آیا پھر ہندوستان
مین مراجعت (واپسی) کی ٹھیرائی۔ جب مشورت مین آیا تو
ایک عرضی بہ مضمون اکبر کی خدمت روانہ کی کہ فدوی سے
جو خیالات حضور کے دربار کی نسبت مکہ کی روانگی سے پہلے
ارسال خدمت کیے تھے اسکی معافی کا امیدوار ہون
اگرچہ وہ قابل معافی نہین ہین مگر مین بعد توبہ کے حضور
جو دام بندہ پرور مبذول رہی ہے متوقع ہو کے حاضر در دولت ہوتا ہون

مورخ لکھتا ہے کہ جب یہہ عرضی اکبر کے ملاحظے سے گذری تو کمال خوشنود ہوا اور پچھلا رنج اُسکی طرف کا بھول گیا۔ فی الفور چند ارکان سلطنت کو اُسکی پیشوائی کے لئے روانہ کیا۔ جب عبد القادر حاضرِ دربار ہوا بطور سابق اُسکی عزت کی گئی۔ اور اُسی عہدہ پر مامور ہوا۔

جب فیضی بیمار ہوا تو ملا بھی اُسکی عیادت (بیمار پرسی) کے لئے گیا۔ اُسوقت آثار موت کے نمودار تھے لیکن موت کے آنے مین کئی روز کا وقفہ تھا حالت غیر تھی اور موت کا وقت قریب آتا جاتا تھا نوبت بہ دم شماری تھی (اور اسقدر ہوشیار بھی تھا کہ بات چیت کرسکتا تھا) جون ہی ملا اُس کے مکان مین پہونچا جہان فیضی لیٹا ہوا تھا۔ فیضی نے ملا کی صورت دیکھتے ہی غل مچانا شروع کیا کہ الٰہی مرنے سے پہلے مت مار کہ مین ابھی ہوشیار ہون بعد فرشتہ موت کا آپہنچا

حالانکہ یہہ وقت نازک تہا فیضی پہر بہی اپنی مسخرہ پن سے باز نہ آیا۔ فیضی نے ملا سے کہا اجی فرشتے صاحب آپ کیونکر تشریف لائے۔ (ملا گذشتہ حالات مین سر دربار اپنے آپکو فرشتہ بتانا تو یاد ہوگا)

اسپر ملا بہت شرمندہ ہوا۔ اور کہا کہ فیضی ایسے نازک وقت مین بہی مزاح (ٹہٹے بازی) سے باز نہین آتے اسوقت مین کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑہنا چاہیئے۔ اسپر فیضی نے کہا کہ ایسی عبادت کو سلام ہے جو آپنے یہہ مجہے زندگی سے مایوس کیا جو شخص دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو وہ کلمہ شہادت پڑہتا ہے مین تو ابہی بہلا چنگا ہون اور اس حالت سے امید ہے کہ ابہی دو تین دن اور بہی جیون۔ اس لئے کلمہ پڑہنے اور توبہ کرنے کا بہت وقت ہے۔ (یہانبہی آمرتی فیضی نے ملا پر ایک چوٹ کی)

ملا۔ فیضی کی صورت دیکہکر رونے لگا اور کہا یہہ باتین اب کہان سننے مین آئین گی۔ اسپر فیضی کا بہی دل بہر آیا اور اپنا رفیق سمجہکر

دونون گلے ملکر خوب روئے۔ فیضی نے اپنے دوست کے
کہنے سے توبہ کی اور حسب ہدایت کلمہ (طیب شہادت) بہی پڑہا۔ اسپر بہی
ملا کو یقین نہ آیا کہ فیضی نے دل سے توبہ کی ہے اور یہہ سچی
دل سے کلمہ پڑہتا ہے۔ کیونکہ ملا۔ فیضی کی بابت منتخب التواریخ
مین لکہتا ہے کہ فیضی نے ہرچند توبہ کی اور مسلمان بنا چاہا
لیکن وہ مسلمان نہین مرا اسلئے کہ اُسکے عقائد مین فساد تہا
جسکا ذکر بطور اختصار فیضی کے حالات اوپر لکہہ چکے ہین*
جو مضمون ملا عبد القادر نے اپنی نادر تصنیف منتخب التواریخ مین
تحریر کیا ہے وہ ہم بجنسہ (سر ایچ الیٹ کی انگریزی تاریخ
سے انتخاب کرکے) درج کتاب کرتے ہین (وہو ہذا)
ملا لکہتا ہے کہ فیضی ازدل سے دہریہ تہا اسنے ہرچند اپنے
عقیدے کے چہپانے بہت کچہہ کوشش کی لیکن پہر بہی موقع
بے موقع اُسکے خیالات اُسکے حالات سے ظاہر ہوجاتے تہے

فیضی اور اُسکے بھائی ابو الفضل) نے اکبر کو دہریہ بنا دیا تہا۔ اور انکا یہہ منشاء تھا کہ اکبر کسی خاص مذہب کا پابند نرہے۔ اُس دہریت کا یہہ انجام ہوا کہ مرتے وقت فیضی کا تو کالا منہ ہوا۔ اور ابو الفضل (کا نام) چلہ بھر سڈا اس مین پڑا رہا۔ اسپر سر ہنری الیٹ اپنی رائے ملا عبد القادر کی نسبت ظاہر کرتا ہے کہ عبد القادر حسب و نسب یعنی والدین کی جانب سے شریف و نجیب تہا۔ اسکی مان سید انی اور باپ قریشی تہا۔ اسکے بزرگ نجد کے رہنے والے تہے۔ یہہ علم اور دولت کے حاصل کرنے مین پہرتے پہراتے ہندوستان مین بہی آ گئے ہتے۔ اُس وقت مین گجرات کی سلطنت قوی اور مہذب تہی اس لئے گجرات ہی مین سکونت اختیار کی۔ ملا عبد القادر جب لکھہ پڑہ کر فاضل ہوا تو اسکی طبیعت مین مذہب کی پابندی غایت درجہ سما گئی تہی۔ لیکن عام لوگونکے سے جاہلانہ خیال نہ تہے جیسے

ملا لوگون کے ہوتے ہین بلکہ اسکے اعلی خیال اس لائق تہے
کہ اکبر کا پرائیوٹ سکرٹری (مصاحب خاص) بنے - اکبر اس سے
ایسا خوش تہا جیسے باپ سعادتمند اور فرمانبردار بیٹے سے خوش
رہتا ہے - عبدالقادر گو ملا تہا مگر بہاری بہرکم تہا تہذیب کے
خلاف کوئی کام نکرتا تہا - آداب اور لوازمات درباری کا
گو پابند تہا لیکن اکبر کے خوش رکہنے مین اور منصبی فرائض
کے انجام دینے مین اسکو بہت بڑی قدرت تہی -
یہہ علوم مختلفہ کا بڑا شائق تہا - ریاضی - فلسفہ - ہیئت -
غرض سب علموں مین اسے دخل تہا - منصف بہت بڑا
تہا جس مذہب کی جو بات اچہی ہوتی تہی اُسکو کمال خوشی
سے پسند کر کے تسلیم کرتا تہا - لڑائیون کے موقع پر اکثر
اس نے کام دیا ہے - چنانچہ جب مرزا حکیم - اکبر کے چچا زاد
بہائی کا (جسکے قبضہ میں تقریبًا کل پنجاب تہا) انتقال ہوا

اور وہان فتنہ و فساد کی آگ بھڑکی تو اکبر نے ملا عبدالقادر کو روانہ کیا کہ کل ملک بانٹے اور وہان کوئی فتنہ نہ کھڑا ہونے دے۔ عبدالقادر صرف تین ہزار فوجکی سرگردگی مین پہلے لاہور پہنچا تین چار خفیف مقابلون مین لاہور پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر آگے بڑھکر پیشاور۔ قندہار۔ کابل فتح کر لیا۔ یہ کوشش اور قابلیت نمایان کارگزاریان تھین جیسے اکبر نے درباری قیود اٹھا دیئے تھے۔ اور ملا عبدالقادر سیدھا سینہ تانے ہوئے (اکڑتا ہوا) دربار مین حاضر ہوتا تھا۔ علاوہ منتخب التواریخ کے اور بھی کئی کتابین مذہب اور فلسفہ کی بابت تحریر کی ہین۔ چونکہ ان کتابون مین مضامین مذہبی بھرے ہوئے ہین اس لئے دلچسپ نہین۔ کاش ملا کسی لائق اور قابل مسئلہ پر آزادانہ بحث کرتا تو اسکی بھی شہرت اسلامی علما کی طرح تمام یورپ مین ہو جاتی فقط یہانتک سر ایچ ایلیٹ کی رائے کا خلاصہ تھا اب ایک

مختصر نوٹ کرنیل کینڈی کی کتاب سے بہی انتخاب کیا جاتا ہے کہ وہ اس فاضل کی نسبت گیا لکھتا ہے۔ جسکی نقل بلفظہ درج ذیل ہے۔ (وہو ہذا)

عبدالقادر کو جسکی لیاقت اور قابلیت کا اقرار اکبری دربار کرتا تہا۔ اور اُسکے علمی مباحثون نے اہل دربار کا اسے پیارا بنا دیا تھا۔ بلاشبہ اس کا شمار اُن نو شخصونمین ہونا چاہیئے جو اکبری دربار کے نورتن کہلاتے ہین۔ مذہب کی طرف اسکی رجوع بہت تہی اسی سبب ابوالفضل و فیضی سے مذہب کے بابت جہگڑا رہتا تہا۔ تاہم اسکی عادات کی قدر کرتا تہا کتابونپر اِس قدر عبور تھا کہ شاید بہت کم کسی عالم کو ہوگا۔

بڑی بڑی عربی کی کتابین اِسے حفظ تہین۔ مشہور یہ ہے کہ جسکا حافظہ اچہا ہوتا ہے اُسکا ذہن کُند ہوتا ہے مگر عبدالقادر نے اس طبی تشخیص کو توڑ دیا تہا۔ وہ جس درجہ پر اپنے قوت حافظہ کا ناز کرسکتا تہا اسی قدر اپنے ذہن پر اُسے فخر کرنے کا موقعہ

اُسے حاصل تہا۔ جتنے تاریخی واقعات اِسنے اپنی ضخیم کتاب (یعنی منتخب التواریخ) مین درج کیئے ہین وہ نہایت صحیح اور قابلِ تعریف ہین۔ ابو الفضل اپنے اکبر نامہ اور آئین اکبری مین بعض بعض واقعات کو چھپا بھی جاتا ہے اور کسی باعث سے ظاہر نہین کرتا۔ مگر یہہ جو کچھہ بیان کرتا ہے صفائی سے بیان کرتا ہے۔ اِس نے لکھا ہے کہ اکبر کے دربار کا سلام بجائے سلام علیکم کے اللہ اکبر تھا اور بجائے جواب وعلیکم السلام کے جل جلالہ دیا جاتا تہا۔ یہہ بھی ابو الفضل اور فیضی کا طفیل تھا کہ اِسنے بادشاہ کو ایسا دہریہ بنا دیا تہا۔ ابو الفضل اور فیضی کی اُن رایون پر بحث کی ہے کہ جو اُنہون نے اکبر کو مذہب کے بارہ مین دی تہی اور اکبری دربار کی اصلی (اندرونی) حالت سے بحث کی ہے۔ ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر منتخب التواریخ نہ لکہی جاتی تو قابلِ اطمینان وہ واقعات کبہی نہ

نہ معلوم ہو سکتے تھے - یہ فاضل اکبر کے تین برس پہلے یعنی سنہ ۱۶۰۲ء میں عالمِ بقا کو سدھارے فقط

مُلّا عبد القادر کا انعام

الخدا - خوانِ یغما -

الرسول - خیرِ دشمنان -

الفرشتہ - چغلِ مخفی -

البادشاہ - کاہلِ زبان -

الوزیر - ہدفِ تیرِ آہِ بیچارگان -

البخشی - باہمہ در تلخی -

الوقائع نویس - گربۂ منتظرِ سوراخِ موش -

الچوکی نویس - گلہ گوئی مردم -

الخوشامد گو - تازہ روزگار -

الوکیل - مجتہدِ دروغ -

السردار - ریسمانِ جاروب -

الکوتوال - نمونۂ ملک الموت -

الشقہ دار - بعد از تعزیری مردک -

البیقوف - عملۂ بریا امانت -

الکروڑی معزول - خرگوشِ لشکر -

الکروڑی در کچہری - دوزخی -

التجربہ ناکردہ کار - واجب الشلاق -
التقیمی - کہنہ لنگ ہا بہ پس طع ملیہ -
التیزدو - نوکر ہا سیانہ ناشخص -
الماہیتادار - عمر کوتاہ خواہ -
الناقعول - نوکر تعظیم طلب -
الزردار - ہمیشہ بے اشتہار -
الطبیب - پیک اجل -
البیمار - تختۂ مشق طبیبان -
الخانہ خراب - زن خوش طبع درخانہ -
البیوہ - تعریف گرِ شوہر پشینہ -
الخالہ - چادر عیب پوشی -
المذہب - متعصب در ہر مذہب -
الخاطر جمع - قمار بازی بازن خود -

العاقل - دربدر وعظ گو -
الابتر - دختر گدیہ ہمسایگی مادر ماند -
القلتاق - آنکہ در پیری زن جوان خواہد
القلتبان - آنکہ دختر خود بہ پیرد
البی حیثیت - دپی سفاش نویسان -
البی تعظیم - داماد بے خوشامد -
المرتد - برادر یکہ درخانۂ خواہر ماند -
البی سلیقہ - خدمتگار نا کاہیدہ
المستحق - علتی ریش دراز -
المتفکر - قحبۂ تنہا -
المفلوک - قحبۂ سال گزشتہ -
البہشت - آنجا کہ مگس و ملا نباشد
الشاش - دشمن خوابگاہ کاہلان -

الشاعر۔ گدائے متکبر۔

الملا۔ دائم گرسنہ۔

الیتیمہ۔ شعرِ نواب۔

البلاالبنل۔ شہو زن شدن۔

الآئینہ۔ ریشخند روبرو۔

البنگ۔ اگر بادشاہ خورد مفرحِ یاقوتیست

واگر وزیر خورد ترکِ مسیحائی ست

واگر قاضی خورد فلاسفہ است

اگر مفتی خورد مقویِ دماغ ست

واگر ملا خورد بنگ۔

القاضی۔ میخ دنگل۔

المتوکل۔ خاص نویسِ دفترِ عزرائیل۔

المعاملہ۔ آشنائے قاضی۔

الرشوت۔ دستگیرِ درماندگان۔

القانونگو چغلِ موروثی۔

الخواہر۔ دشنامِ برادران۔

الدرویش بیہوشی۔ التفاتِ باشاہان

العذرِ قحبہ۔ سرکوتوال شکستہ۔

الاعتقاد۔ وقائع نفاق۔

النفسِ امارہ۔ علامتِ تنہاخوری۔

الآفتِ سماوی برسرِ خلائق۔ حاکمِ خلوت نشین۔

المطیع الکافر۔ مسلمان ریش تراشیدہ نماز گزار۔

الشمشیر خدائے گرسنگی بر سرِ بے روزگاران۔

القبلۂ حاجات — جناب حکومت بے دربان۔

الصوفی — گرداب فریب۔

الدیگدان مسکان شاشگاہ خوشان

المع الاخلاص — الحمدللہ کہ ملائے مکتب دار بیمار افتادہ۔

الحمدللہ — کہ قانون گو بے نسل گردید۔

الکیمیاگر — خاک در کاسہ خام طمع۔

الپسر — منتظر میراث پدر۔

الدمشی — بکسی چیزے بگوئی وندہی۔

الحاجی — ایمان فروش۔

السلام علیک — شما بر غیر بدم تعظیم کنید۔

البیوہ نوحہ گر — شوہر زود طلب۔

الاوانر دو خبان — در آخر شب فی باد شتر۔

المؤذن — خلل انگیز خواب کاہلان۔

الیار وفادار — روپیہ غیر سال۔

الیتیمی — ناسخ الملت والدین

المکتب — گورگاہ کودکان۔

المسجد — گورگاہ مسافران۔

الملا — ماکیان بچہ دار۔

المقتدی — المقتدی کور پرست

الرافضی — فوارہ لعنت کہ میخیزد و میریزد

التونگر بخیل — چون سیر فرش۔

الخسر — فرساق شرعی۔

المخنث — جہیز معلمان۔

الحضرات — پھاوڑۂ طعام۔

الاچار — چابک طعام۔

اب چند وہ لطیفے لکھے جاتے ہین جو باہم بیربل اور ملا دو پیازہ اکبر بادشاہ کو ہوا کرتے تھے

ایک دفعہ اکبر بادشاہ نے راجہ بیربل سے فرمایا کہ بتلاؤ
سب پتّون میں کونسا پتا بڑا ہے اس بات کو سنکر بیربل
حیران ہوا کہ دفعتاً کس پتّے کو بڑا بتادے کاش اُس
سے بڑا کوئی اور بتا دستیاب ہوگیا تو مفت آفت برپا ہوگی
یہ سوچکر بیربل نے کہا کہ حضور وہی پتہ بڑا ہے جو
بادشاہون کے مُنہ تک پہونچتا ہے مطلب پان سے تھا
بادشاہ یہ جواب سنکر خوش ہی نہیں ہوئے بلکہ جواب
معقول پاکر لاجواب ہوئے۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربل سے سوال کیا کہ دو شخص ہمارے سامنے
پیش کرو ایک نمک حرام اصلی دوسرا دغاگو نسلی بیربل نے
جواب دیا خداوند بہت اچھا کل صبح حاضر کرونگا صبح ہوتے

ہی ایک بادشاہ کے داماد کو اور دوسرے ایک پلے ہوئے کتے کو
جو ہر وقت مکان پر رہتا تہا بادشاہ کے سامنے لیجا کر کھڑا
کر دیا اور عرض کی کہ حضور جن دو شخصوں کے واسطے
ارشاد ہوا تھا وہ دونو حاضر ہیں بادشاہ نے کہا کیونکر
جواب دیا کہ ایک تو ان کو دیکھیئے کہ جو سامنے حضور کے
داماد کھڑے ہیں دامادوں کو ہزاروں روپیہ دیجیئے تو بھی
دشنام دہی سے باز نہیں آتے پس انہیں نمکحرام اصلی
تصور کیجیئے اور دوسرا دعاگو نسلی یہ کتا ہے کہ ایک ٹکڑے
پر قناعت کر کے ہر وقت گھر کا محافظ اور دعاگو بنا رہتا
ہے۔ پس اس سے بہتر دعاگو نسلی اور کون ہوگا بادشاہ
کو یہ جواب بہت پسند آیا اور خلعت کیساتھ بیربل کو
رخصت کیا۔

لطیفہ

ملان دو پیازہ کو پگڑی باندھنے میں عمدہ مہارت حاصل تہی
اکبر بادشاہ اُسکی پگڑی کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ ملان
صاحب تمکو پگڑی بہت اچھی باندھنی آتی ہے یہ بات
بیربل کو دل ہی دلمیں شاق گزرتی تہی ایک روز بیربل نے
بہت محنت و جانفشانی کے ساتھ سامنے شیشہ رکھکر خوبصورت
پگڑی باندھی اور دربار میں تشریف لے گیئے بادشاہ نے
بیربل کی صورت دیکھکر فرمایا کہ دیکھو ملاں صاحب آج بیربل
تمہاری پگڑی سے بھی عمدہ پگڑی باندہ کر آئے ہین -
ملاں لامہالا بول اٹھا کہ حضور یہ اُنکی باندھی ہوئی نہیں
ہے انکی اہلیا نہ کی باندھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اکبر بادشاہ
نے فرمایا اسکا ثبوت کیا ہے کہا ثبوت یہ لیجیئے اتنا کہہ کر
ایک ہاتھ بیربل کی پگڑی پر مارا کہ وہ الگ جا پڑی اور ایک ہاتھ
اپنی پگڑی پر مارا اور پھر کہا اب حکم دیجیئے کہ ہم دونوا اپنی اپنی

دستار باندہ لین اسیوقت حکم ہوا دونوں نے اپنی اپنی
دستار باندہ لین ملّاں صاحب نے تو آناً فاناً میں اپنی ویسی
ہی دستار باندہ لی جیسی کہ تہی مگر بیربل سے نہ بندہ سکی
بادشاہ مسکرائے اور کہا کہ بیربل آج سے یہ بات بہی ہمکو
معلوم ہوئی کہ جو کام تم سے نہین ہوسکتا وہ تمہاری
بیوی پورا کردیتی ہے یہ جواب سنکر بیربل پشیمان ہوکر
خاموش ہو بیٹہا۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ اور راجہ بیربر اتفاقاً فوج سے آگے بڑھکر ایک
گانوںمیں پہونچے اور اشتہا جو معلوم ہوئی تو بادشاہ
گھوڑے سے اُترکر بھنے چنے لیکر کھانے لگے اور گانوں
سے ایک عورت نکلی بادشاہ کا گھوڑا اُسے دیکھکر بولا
بادشاہ نے براہ ظرافت عورت سے کہا کہ یہہ گھوڑا کیا کہتا ہے

عورت نے کہا گھوڑا کہتا ہے کہ میاں مسافر تم تو میرا
دانہ کھائے جاتے ہو اب سوار کس پر ہو گے اگر میرا
دانہ مجھے دو تو میرے اوپر سوار ہو کر منزل مقصود کی راہ؟
تو بادشاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور عورت کو انعام عطا فرمایا۔

لطیفہ

ملاں صاحب ایران کی سیر کو گئے تو شاہ ایران نے انکی
خبر آمد پا کر اپنا تمام مرقعہ خانہ یعنے کل تصویریں جو محل
میں آویزاں تھیں دکھلائیں اور اکبر بادشاہ دہلی کی تصویر
کو بیت الخلا میں اس خیال سے لگا دیا تھا کہ ملا صاحب
دیکھکر ناراض ہو نگے چنانچہ جب ملاں صاحب سب تصویریں
دیکھ چکے تو شاہ موصوف نے فرمایا کہ میرے ہاں ایک تصویر
پائیخانہ میں بھی لگی ہے وہ بھی دیکھیے جب انھوں نے
دیکھا تو شاہ نے پوچھا کہ آپنے پہچانا تبلائیے یہ کس کی

تصویر ہے۔ ملا صاحب نے فرمایا جہاں پناہ یہ اُس شخص کی
تصویر ہے جسکے رعب سے آپکا پائخانہ خطا ہوتا ہے
بادشاہ لاجواب ہوکر نہایت خفیف ہوئے

لطیفہ

ایک روز بصلاح بیربر اکبر بادشاہ نے چند آدمیوں سے کہ
کہ اول تو تم لوگ اِس حوض میں کہ پانی سے بھرا ہوا ہے
اپنے اپنے ہاتھ سے ایک ایک انڈا ایک گوشہ مین ذرا
گڑھا کرکے رکھدو پھر جسوقت تم لوگوں کو حوض میں نہا
کا اشارہ ہوگا تب بعد غسل ایک ایک انڈا ہاتھ میں لے
آنا چنانچہ تعمیل حکم ہوگئی اور جب ملا صاحب آئے تو با
نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ ہر شخص حوض میں غوطہ
لگاکر ایک ایک انڈا لیتا آوے جب سب لوگ انڈا لیکر
نکل آئے تو ملا صاحب بھی بحکم بادشاہ حوض میں در آئے

اور غوطہ لگا کر خوب زمین حوض کو ڈھونڈا وہاں تو
خزینۃ البیضہ مخفی تھا کچھ ہاتھ نہ لگا فوراً حوض سے باہر
آکر اپنے بال جھاڑنے لگے اور بہ آواز مرغ بولنے لگے۔
بادشاہ نے کہا یہ کیا۔ ملا نے عرض کیا کہ جہاں پناہ نہ ملاں
مرغ ہوتا نہ بیربرسی مرغی انڈے دیتی بادشاہ بہت خوش
ہوئے اور ملا کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔

لطیفہ

ملا دوپیازہ اور بیربر سے پانسو روپیہ کی یہ شرط لگی کہ اگر بیربر
بادشاہ کی فلانی عورت پیش خدمت کے گال میں روبرو
بادشاہ بوسہ لیوے تو ملا صاحب پانسو روپیہ شرط کے دیویں
ورنہ پانسو بیربر سے لیویں حسب اتفاق ایک روز بادشا
دربار عام میں تھے اور پیش خدمت مذکور محل میں سو رہی
تھی کہ حسب اشارہ بیربر محل کی کسی خواص نے پیش خدمت

مذکور کے گال میں سوئی چبھو کر بچھو کے کاٹنے کا عمل کیا بادشاہ
کو بچھو جھاڑنے والے کی تلاش ہوئی۔ بیر بر نے کہا غلام عمل
کے زور سے سب زہر بچھو کا چوس لیتا ہے۔ غرضکہ بحکم سلطانی
روبروے بادشاہ بیر بر نے زہر چوسنے کے حیلہ سے پیشخدمت
کے رخسار پر بوسہ لیا ملا دو پیازہ نے زر شرط ادا کیا اور کہا کہ
جب ہمارا داؤں آئیگا تو بیر بر بوسہ لینے سے انکار کر کے
دوچند روپیہ دیجائیگا۔ غرضکہ ایسا ہی ہوا کہ ایک دن آدھے
بادشاہ اور ملا دو پیازہ اور بیر بر شکار کو گئے ملا صاحب نے
ایک جھاڑی میں پیشاب کرنے بیٹھکر شور مچایا کہ میرے مقام
بول میں بچھو نے نیش زنی کی بادشاہ نے بیر بر سے فرمایا
کہ جلد اسی عمل کے زور سے جس سے میری خواص کا زہر چوسا
تھا بچھو کا زہر چوس لے۔ بیر بر نے آکر ملا صاحب سے کہا
کہ میں ہزار روپیہ انھیں پانسو روپیہ کی عوض یوچھتا ہوں

قبول فرمایئے ملا صاحب نے منظور کرکے بادشاہ سے عرض
کیا کہ بیربر نے زہر چوس کر میرا درد کھو دیا۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربر سے چار شخص مانگے سو بیربر کا بیر صاحب
شرم بےشرم بیربر نے ایک بھوری رنڈی کو حاضر کیا بادشاہ
نے فرمایا مینے چار شخص مانگے تھے تو ایک ہی لایا عرض کی
اس میں چاروں صفتین ہیں یعنی جب یہ سسرال
میں رہتی ہے تو مارے شرم کے بخوبی گلا کھول کے بولتی بھی
نہیں اور جب کہیں شادی میں گالیاں گاتی ہے تو باپ
بھائی اور شوہر وغیرہ اور برادری کے لوگ بیٹھے سنا کرتے
ہیں پر یہ کسی کی شرم نہیں کرتی اور جب اپنے شوہر کے
پاس تنہا بیٹھتی ہے تو رات کو اکیلے گھر کی کوٹھری میں بھی
نہیں جاتی ہے اور جب کسی سے آنکھ لگتی ہے تو اندھیری

رات کو بے ہتیار ریاست کے پاس چلی جاتی ہے غرض نہایت
دقیق یہ بات سنکر بادشاہ خوش ہوئے اور بیربر کو انعام
سے سرفراز فرمایا۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربر سے پوچھا کہ وقت مقابلہ دشمن کے
کونسی شئے کام آتی ہے اُس نے کہا کہ درستی حواس و
ثبات عقل ہر آفت سے بچاتی ہے بادشاہ نے کہا اگر
آدمی بے ہتیار رہے تو درستی حواس و صحت عقل سب
بیکار ہے بیربر نے کہا اس سہل سی بات کو پہلے آزمائیے
پھر اس میں گفتگو کیجیئے غرضکہ دوسرے روز بیربر نے نہتا
ہاتھ پیادہ پا دربار شاہی کا رستہ لیا۔ بادشاہ نے اُسکے
اوپر مست ہاتھی چھوڑ دیا اُسوقت بیربر کو ایک کتا سوتا
ہوا نظر آیا اُس نے کتے کے پاؤں پکڑ کر چاروں طرف

کھایا کتا چلایا ہاتھی گھبرایا پھر کتے کو ہاتھی کے مستک سے پٹا
پھینکدیا ہاتھی نے فوراً منہ پھیر لیا بیربر نے حاضر حضور ہوکر
عرض کیا کہ اسوقت وہ ہتی ہو اس سے بچایا بادشاہ نے
کہا تیرا قول سچا ہے صحت ہوا اس کا فتح ہوا ہے -

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے کل امیر سلطنت سے فرمایا
کہ تخم ناسپتی کل عالم کی جمع کرو گا پس امیران سلطنت نے
عرصہ دراز تک جستجو کی مگر کل تخم جمع نہ ہوسکے تب بادشاہ
نے بیربر کو بھی حکم دیا کہ تخم ناسپتی تمام عالم کی جمع کرو
بیربر نے سر دربار جلو میں پانی لیکر آنکھیں بلند کرکے ادھر
زمین پر ٹپکائے اور حاضران دربار سے کہا یہ تخم ناسپتی
تھی سکے ہیں نہیں جمع کرکے بادشاہ کے حضور میں پیش
کرو بغیر اسکے کوئی درخت و سبزہ نہیں جمتا بادشاہ نہایت

خوش ہوکر تحسین و آفرین کی۔

لطیفہ

ایک روز کسی خواجہ سرا نے بادشاہ سے بیربر کی غیبت کی اور کہا کہ ایسے کافر کو مُنہ لگانا شاہوں کو شایان نہیں بادشاہ نے فرمایا اُسکی حاضر جوابی پر میں اُس پر التفات زیادہ کرتا ہوں۔ خواجہ سرا نے کہا کہ اُس سے کوئی مشکل سوال کرنا چاہئیے جسکا جواب بن نہ آوے اُس سے وہ قایل ہو جائیگا۔ بادشاہ نے کہا کہ دو تین سوال تجویز کرو۔ خواجہ سرا نے عرض کی کہ ایک وسط زمین دوسرے تعداد ستارہ۔ تیسرے شمار مرد و عورت۔ یہہ تین سوال ابھی طلب کرکے بیربر سے پوچھیئے۔ دربان بیربر کے بلانے کو گیا۔ بیربر نے پوچھا کہ حضور میں اسوقت کون ہے دربان نے خواجہ سرا کا نام لیا۔ بیربر حضور میں

حاضر ہوا اور تینوں سوال سنکر اقرار کیا کہ تین روز میں ا
ان کا جواب دونگا تیسرے روز ایک میخ گاڑ دی اور کہا
کہ زمین کا وسط یہی ہے جسے شک ہو پیمایش سے ناپ لے
اور دنبے کو دکھلا کر کہا کہ جتنے اسکے بال ہیں اتنے ہی
آسمان پر تارے ہیں کچھ شک ہو تو شمار کر لیجئے بادشاہ
نے کہا دو سوالوں کے تو ٹھیک جواب دیئے مگر تیسرے
سوال کا جواب کیا ہے اس نے کہا کہ میرا حساب درست
نہیں ہے کیونکہ مردوں کو مردوں میں گنا اور عورتوں کو
عورتوں میں پر ولد الحرام جیسے مردوں میں بھی داخل
ہیں اور عورتوں میں بھی ان کو کس میں شمار کروں
اگر انہیں قتل کر دیا جائے تو حساب درست آوے

لطیفہ

بہلول کی ماں اپنے خورد سال بیٹے کو نصیحت کرنے لگی کہ بیٹا

آج کا کام کل پر رکھنا نہ چاہئیے کیا معلوم کل کیا ہو گا بیربل
حاضر جوابی سے کہہ اٹھا کہ ان کل کے لیئے جو مٹھائی رکھی
وہ آج کھا لوں۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ نے دست مبارک سے زمین پر
دربار عام میں خط کھینچا اور فرمایا کہ اسکو چھوٹا کرو لیکن
ہاتھ سے اس خط کو ہرگز نہ مٹانا ۔ راجہ بیربر نے فی الفور
اسکے برابر ایک خط کھینچا اور پہلے خط کو نہ چھیڑا آدمیوں
نے دیکھا اور کہا واقعی پہلا خط چھوٹا ہے۔

لطیفہ

ایک کلانوت جو اپنے فن کا استاد تھا اکبر بادشاہ کے ہاں
آکر نوکر ہوا بادشاہ اسکو صاحب کمال دیکھکر روز بروز اسکا
مرتبہ بڑھاتے جاتے تھے۔ ادہر اسکے شاگرد بھی زیادہ ہوتے

جانتے تھے اور وہ سب کو علم موسیقی سکھلاتا تھا اُن میں
بہت خوبیاں تھیں خوش آواز تھا جسکے اوپر بادشاہ کی کمال
مہربانی تھی ہر دن تک اسکا راگ سنا کرتے۔ ایک اور کلاونت
نے سمجھا کہ کہیں اب تو یہ رفتہ رفتہ اسکی قدر بڑھجاے اور میری
گھٹ جاے اسلیے اسکو زہر دیکر مار ڈالا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی
کلاونت کو بلا کر جلادوں کو حکم دیا کہ ابھی میرے سامنے قتل کر دو
میرا آدھا عیش کھودیا کلاونت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور
مجھے قتل نہ کروایے ورنہ آپکا رہا سہا آدھا عیش بھی جاتا رہیگا
بادشاہ نے یہ لطیفہ سنکر اسکی جان بخشی کر دی۔

لطیفہ

ایک مہاجن کے بہت لوگ قرضدار تھے۔ اتفاق سے وہ مرگیا
اسکی بیوی نے ایک شخص سے کہا کہ تم میرے قرضے وصول کرو جو
نقد ہو سکے اسمیں سے آدھے وہ مجھکو بھی دیدینا۔ اسنے وہ قرضہ

وصول کرکے دس حصتہ کیئے ایک عورت کو دیا اور نو حصہ آپ لیئے۔ عورت اِسبات سے ناراض ہوکر اکبر بادشاہ کے حضور میں فریادی گئی۔ بادشاہ نے وہ سب روپیہ منگاکر اُسکے دو ڈہیر کیئے ایک نو حصتے کا دوسرا ایک حصہ کا اور اُس آدمی سے کہا کہ جو تیرے دل میں آوے وہ ڈھیر تو اُٹھالے اُس نے نو حصہ کا ڈہیر اُٹھالیا اور کہا کہ میرے دل میں تو یہ آیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ ڈھیر عورت کو دیدے کیونکہ اُس نے اقرار کیا تہا کہ جو کچھہ تیرے دل میں آئیگا وہ مجھے دیدینا تو یہ ڈھیر تیرے دل میں آیا۔ اِس انصاف سے وہ شخص لاجواب ہوگیا اور وہ دسواں حصہ لے کر اپنے گھر کی راہ لی۔ فقط

تمام شد